Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.112, 2018 pp 29 - 38

مجلّۂ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علومِ شرقیہ
جلد۳۹: جولائی۔ ستمبر۲۰۱۸ء، شمارہ۱۱۲

”مکالمہ“ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

☆ڈاکٹر زاہد اختر شاہین

Abstract:

In the modern educational trends and conversational style of educating the students supersedes the lock-step type of delivering lecture.The very trait of conweying his thoughts to the audience through discovery method is found in the speeches of Wasif Ali Wasif.This impaited the listeners so much that they internalized everything Wasif Ali Wasif exhorted.The masses thronged to listen to his exhortations;the skill of deliverying the speech carrying dialogic style has made him"Rhetor incarnate". "Mukalma" is the collection of his thesis, discussion and interviews wherein any body could immerse himself in the sea of his spiritual and temporal knowledge.This book has been reviewed and researched critically in this article.

جدید تعلیمی تکنیک میں آج کل یہ اُسلوب اپنایا جارہا ہے کہ روایتی لیکچر دینے کی بجائے مکالمہ یا ڈائیلاگ کے ذریعے طلباء کو تعلیم دی جائے۔ واصف صاحب نے جب رُشد کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے مکالمہ کے اِسلوب کو اپنایا(۱)۔ وہ اس خوبی سے تکلم فرماتے تھے کہ اُس وقت ہر سننے والے کو کلام کا ایک ایک لفظ سمجھ بھی آتا اور اُس پر اثر بھی کرتا تھا۔ اِس طرح اُن کی بات کو بے حد پذیرائی بھی ملی اور قبولیت بھی(۲)۔ اُن کے اسی ہُنرِ مکالمہ کا یہ کمال ہے کہ اُن کا کلام آج کے دور کا امام الکلام بن چکا ہے(۳)۔

”پھیلتی جائے بات کی خوشبو“ کے زیرِعنوان چھپنے والی مندرجہ بالا سطور واصف علی واصف کی تصنیف ”مکالمہ“ سے ماخوذ ہیں“۔ کاشف پبلی کیشنز لاہور کے زیرِاہتمام شائع ہونے والی اس کتاب کی کمپوزنگ کرنے اور ٹائٹل بنانے کا سہرا رئیس نذیر احمد کے سر ہے۔ پہلے صفحے پر کتاب کا نام جب کہ دوسرے صفحے پر ضابطۂ کتاب چھپا ہے“(۴)۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو و اقبالیات، خواجہ فرید گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، رحیم یار خان

میں ایک شخص ہوں مجھ سے ہے ملتوں کا ظہور
حقیقتوں کو جنم دینے والا خواب ہوں میں
(واصفؔ)

یہ شعر صفحۂ انتساب کی زینت بنا ہے جب کہ صفحہ ۶ فہرست کے لیے وقف ہے۔ کتاب کے آخری صفحے پر سولہ تصانیفِ واصفؔ کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ''مکالمہ'' واصف علی واصفؔ کے مذاکرے، مقالات اور انٹرویوز پر مشتمل ہے جس کی قیمت ۱۷۰ روپے ہے۔ اِس مجلد کتاب کی پشت پر صاحبِ کتاب کی تصویر بھی سجی ہے۔

''مکالمہ'' دس حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصے کا آغاز مرتب کے تعارفی کلمات سے ہوتا ہے۔ تاہم اکثر تعارفی کلمات تشنگی کا شکار ہیں۔

پہلے حصے: میں اُس مذاکرے کا حال بیان کیا گیا ہے جو معروف ادبی جریدے ''ادبِ لطیف'' نے ۱۹۸۶ء میں اپنے ''گولڈن جوبلی نمبر'' کی اشاعت کے موقع پر منعقد کیا تھا۔ ''گزشتہ پچاس برسوں میں تصوف کا عروج'' کے موضوع پر منعقدہ اس مجلسِ مذاکرہ میں سہیل عمر، شاہین حنیف رامے، اشفاق احمد اور واصف علی واصفؔ نے شرکت کی تھی جب کہ اظہر جاوید نے ادارہ ''ادبِ لطیف'' کی نمائندگی کرتے ہوئے نظامت کے فرائض انجام دیئے تھے۔ اس مجلسِ مذاکرہ میں واصف علی واصفؔ نے کمال مہارت سے تصوف جیسے عمیق اور پیچیدہ موضوع کو نہ صرف عام فہم انداز میں بیان کیا بلکہ شرکائے مذاکرہ کی جانب سے اُٹھائے جانے والے سوالوں کے بھی نہایت مدلّل اور مؤثر جوابات دیئے۔

دوسرا حصہ: ربیع الاوّل کے مقدس مہینے میں ریڈیو پاکستان لاہور سے سیرتِ طیبہؐ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لیے ''خیرِ مجسمؐ'' کے نام سے ایک سلسلہ وار پروگرام نشر کیا گیا جس کی دسویں نشست میں واصف علی واصفؔ نے ''خیرِ مجسمؐ ......مکارم اخلاق کی تکمیل'' کے زیرِ عنوان اپنا مقالہ پیش کیا جو ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر ہوا۔ عبدالجبار شاکر نے نظامت کے فرائض ادا کیے جب کہ تلاوتِ کلامِ پاک کا شرف قاری محمد علوی نے حاصل کیا۔ ہدیۂ نعت بحضور سرورِ کونینؐ نذیر حسین نظامی نے پیش کی جب کہ شرکائے نشست میں عابد عباس، مرید مرزا، خرم امین، ڈاکٹر مخدوم محمد حسین اور ارم صاحبہ شامل تھے۔

اس پاکیزہ نشست کی صدارت ڈاکٹر محمد یوسف گورایا نے کی۔ مقالہ نگار واصف علی واصفؔ نے

مختصر درِ وانیہ کی اس نشست میں جس خوبی سے اخلاقِ نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی، بس یہ اُنہی کا خاصا ہے۔ اپنے مقالے میں مقالہ نگار نے تکمیلِ انسانیت کا نقطۂ عروج حضورؐ کی ذاتِ اقدس کو قرار دیتے ہوئے اِس بات پر زور دیا کہ آج بھی اگر ''مسلمان اپنی زندگی کو حضور پاکؐ کی غلامی میں حاضر کر دیں تو موجودہ معاشرے میں وہ چیز رائج ہو سکتی ہے جو اسلام کا منشاء ہے'' (۵)۔ نشست کے اختتام پر مقالہ نگار واصف علی واصفؔ نے شرکائے نشست کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

تیسرا حصہ: اُس تاریخ ساز فکری نشست پر مشتمل ہے جس نے پہلی بار واصف علی واصفؔ کو عوامی سطح پر روشناس کرایا۔ اس سے قبل وہ محض خواص تک محدود تھے۔ غالباً مارچ ۱۹۸۴ء کے آخر یا اپریل ۱۹۸۴ء کے آغاز میں ''پشاور سے طلبہ و طالبات کا ایک وفد ممتاز شاعر خاطر غزنوی کی قیادت میں مطالعاتی دورے پر لاہور آیا۔ معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی نے ایم۔اے۔او کالج، لاہور کی ''مجلسِ اقبالؒ'' اور روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے ''ایوانِ وقت'' کے باہمی اشتراک سے درویش دانشور واصف علی واصفؔ کے ساتھ مذکورہ کالج میں ایک نشست کا اہتمام کیا'' (۶) جس میں مذکورہ وفد کے علاوہ جسٹس (ر) انوار الحق، پرنسپل ایم۔اے۔او کالج پروفیسر مسعود الحق صدیقی، پروفیسر اشفاق علی خان، اشفاق احمد، منیر نیازی، خاطر غزنوی، ڈاکٹر سلیم اختر، عبد المجید خان، اختر امان، اظہر جاوید، خواجہ افتخار، امجد طفیل، امجد اسلام امجد، ڈاکٹر نذیر احمد، خورشید الزماں خوشحال، احمد حسن حامد، یونس احقر، رحیم گل، وحید عشرت کے علاوہ دانشور خواتین و حضرات نے شرکت کی۔

عطاء الحق قاسمی نے بحیثیت میزبان شرکائے مذاکرہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے یہ بتایا کہ ''ملک کے ممتاز دانشور جناب واصف علی واصفؔ آج اس نشست میں پاکستان کے حوالے سے گفتگو کریں گے اور گفتگو کا طور روحانی سفر ہوگا۔'' (۷) بعد ازاں اشفاق احمد نے واصف علی واصفؔ سے مکالمے کا آغاز کیا۔ جواباً واصف علی واصفؔ نے جس پیرائے میں اظہارِ خیال کیا وہ معجزے سے کم نہیں۔ اُن کے ایجاز و اختصار، فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی اور صنائع و بدائع سے مزیّن کاٹ دار جملے سامعین کی روح میں اُترے بغیر نہ رہ سکے۔

''غیر یقینی حالات پر تقریریں کرنے والے کتنے یقین سے اپنے مکان بنا رہے ہیں۔'' (۸)

''اگر کشتی میں ایک انسان بھی خوش نصیب ہو تو اس کے کنارے لگنے کا شک نہ ہونا چاہیے۔
خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے۔'' (۹)

''بیدار کر دینے والا غم غافل کر دینے والی خوشی سے بدرجہا بہتر ہے، حقیقت ثابت نہیں کی

جا سکتی۔ سورج کی روشنی کا ثبوت دیکھنے والے کی آنکھ مہیا کرتی ہے۔"(۱۰)

"نیکی لاٹھی نہیں جس سے بدی کو ہانکا جائے، نیکی میزبان ہے جو بدی کی ضیافت کر کے اسے راہِ راست پر لاتی ہے۔ نیکی کا مزاج مشفق والدین کا سا ہے اور بدی باغی اور سرکش اولاد کی طرح ہے۔"(۱۱)

"بعض اوقات دور سے آنے والی آواز اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔"(۱۲)

"یقین، تحقیق سے نہیں، تسلیم سے ملتا ہے۔"(۱۳)

"جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اُسی طرح وقت بدلنے کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔"(۱۴)

جیسے جملوں نے حاضرین کو مبہوت کر دیا۔ شرکائے محفل پہلی بار روایتی مجالس سے ہٹ کر ایک نئے مجلسی انداز سے متعارف ہوئے۔ اِس محفل میں موجود اُردو اور پنجابی کے معروف شاعر اور نغمہ نگار منیر نیازی تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ:

"واصفؔ صاحب کے سامنے میرے تو ذہن میں کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہو رہا ہے یہ عجیب بات ہے۔ حس کے چھٹے مقام پر بات چیت ہو رہی ہے۔ اس کو میں محسوس کر رہا ہوں۔ یہ جو جرنلسٹ اور آڈیٹوریل قسم کے کلیے ہیں میرے اندر سے نکل ہی نہیں پا رہے۔"(۱۵)

دورانِ گفتگو واصف علی واصفؔ نے شعرِ اقبال سے استفادہ کرتے ہوئے عہدِ حاضر کے منتشر الخیال لوگوں کے دلوں میں چراغِ اُمید جلاتے ہوئے یہ پیغام دیا:

"ایک انسان صرف ایک انسان جو قائداعظمؒ کی طرح سب میں مقبول ہو، قوم کے نصیب کو بدل سکتا ہے اور کسی ایک رہنما کے آنے کا عمل اتنا ناممکن نہیں بلکہ ایسا ہو گا۔ ایسا ہونے والا ہے ملک محفوظ رہے گا۔"(۱۶)

"پاکستان میں ایک عظیم روحانی دور آنے والا ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ اندیشہ عروج کا دشمن ہے۔"(۱۷)

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں تو ایمان، زندگی اور پاکستان سلامت رہیں گے۔ اگر انتظار ہی کرنا ہے تو کیوں نا اچھے وقت کا انتظار کیا جائے۔"(۱۸)

اپنی گفتگو کے اختتام پر واصف علی واصفؔ نے ''بقائے پاکستان'' کا ''نسخہ'' تجویز کرتے ہوئے کہا ''کسی قلبی واردات کو دوسرے تک پہنچانے کے لیے واردات ہی ہونی چاہیے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ واردات ایک مشاہدہ ہے اور مشاہدہ کا بیان سامع کو صاحبِ مشاہدہ نہیں کر سکتا...... حضورؐ ہی کے کرم سے بات بنتی ہے۔ حضورؐ ہی کی محبت سے بات بنے گی اور ضرور بنے گی...... غریب کے ایمان کی اصلاح کی ضرورت نہیں، اُس کی غربت دور کرنے کی ضرورت ہے۔ بیمار آدمی کو کلمہ سنانے کے لیے نہ کہیں، اس کے لیے دوا کا انتظام کریں، اسلام اور پاکستان کو کبھی خطرہ نہیں ہوگا۔''(۱۹)

۱۰/ اپریل ۱۹۸۴ء کو ہفتہ وار خصوصی اشاعت روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے ادبی صفحے پر مذکورہ بالا نشست کی کارروائی مع تصاویر شائع کی گئی اور بقول عطاء الحق قاسمی:

> ''مذکورہ نشست میں، دورانِ گفتگو واصف صاحب نے ایک جملہ بولا جو مجھے بے انتہا اچھا لگا اور میں نے اُسے رپورٹ شائع کرتے ہوئے ''جلی عنوان'' بنا دیا جسے واصف صاحب نے بے حد پسند کیا۔ جملہ یہ ہے ''پاکستان نور ہے، نور کو زوال نہیں۔''(۲۰)

بعد ازاں یہ جملہ زبان زدِ عام ہوا اور واصف علی واصفؔ کی پہچان بنا۔

چوتھا حصہ: محترمہ تبسم کے اُس فیچر پر مبنی ہے جو انہوں نے ''عالم اسرار...... جائزہ'' کے عنوان سے لکھا تھا اور روزنامہ ''جنگ'' کے جمعہ میگزین میں شائع ہوا۔ اس فیچر کے ذریعے پُر اسرار علوم سے متعلق ملک کی تین معروف شخصیات سے حتی الوسع معلومات حاصل کر کے قارئین تک پہنچائی گئی ہیں۔ فیچر رائٹر شاہدہ تبسم کے تمہیدی کلمات کے بعد مشہور ستارہ شناس اور معالج ہومیو ڈاکٹر محمد اختر امرتسری نے علم نجوم، زائچہ، علم جفر، روحوں سے ہم کلام ہونا، مابعد الطبیعاتی علوم اور سائنس، تقدیر، دنیا کی آبادی اور بارہ بروج، جنات پر قابو پانا، سچے خواب، ٹیلی پیتھی، کشف، علمِ طلسمات، تعویذ گنڈے، انسانی سنجوگ، فلسفۂ جبر و قدر کے علاوہ مذکورہ علوم کا قوموں کے عروج و زوال اور بیماریوں میں ان کا کردار کے حوالے سے نہایت مدلل اظہارِ خیال کیا ہے جب کہ معروف دست شناس پروفیسر ایم۔اے۔ملک نے ٹیلی پیتھی اور علم ارواح کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔(۲۱)

فیچر کا اختتام واصف علی واصفؔ کے خیال افروز بیان سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے زائچہ، روحوں سے ہم کلام ہونا، تعویذ، گنڈے، نقش، تعویذوں سے بچاؤ کا طریقہ، جنات، جادو اور

کالاعلم، روحانیت، نظر، توہم پرستی، انسانوں کا پرواز کرنا اور دست شناسی جیسے اہم موضوعات پر اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہم ''خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے مستقبل کو اپنے اعمال ہی سے نہیں، اس کے احسان، اس کی رحمت اور اس کے رحمت والے رسولؐ سے متعلق دیکھیں۔'' (۲۲)

پانچواں حصہ: بھی واصف علی واصفؔ کی اُس گفتگو پر مشتمل ہے جو انہوں نے ریڈیو پاکستان لاہور کے اسٹوڈیو میں منعقدہ ایک پروگرام میں کی۔ موضوعِ گفتگو تھا ''نبی کریمؐ کی رحمت وشفقت'' ربیع الاوّل کے مقدس مہینہ میں سیرت طیبہؐ کے حوالے سے منعقدہ اس پروگرام کی صدارت سردار محمد موکل نے کی جب کہ نظامت کے فرائض سراج منیر نے ادا کیے۔ نصراللہ غلزئی اور محمد صدیق مغل بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ یہ پروگرام ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر کیا گیا۔ اس پروگرام میں دورانِ گفتگو واصف علی واصفؔ نے حضور پاک کو سراپا رحمت قرار دیا نیز اختتامِ گفتگو پر شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

چھٹا حصہ: عراق نے کویت پر حملہ کیا تو عالمی طاقتوں نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور مسلم علاقوں میں فوجی مداخلت کے ذریعے معدنی وسائل پر قبضہ کرلیا۔ ہر دردمند مسلمان نے اغیار کی ریشہ دوانیوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کے خلاف شدید نفرت کا اظہار بھی کیا۔ معروف کالم نگار ڈاکٹر اجمل نیازی نے اُن دنوں مذکورہ صورتِ حال کے حوالے سے ایک سروے کیا جو روزنامہ ''پاکستان'' لاہور میں شائع ہوا۔ اس سروے میں ملک کی جن صاحب الرائے شخصیات کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا اُن میں پروفیسر محمد منور مرزا، احمد ندیم قاسمی، ظہیر کاشمیری، سیّد اسعد گیلانی، اشفاق احمد، وحیدہ واحد، پرتو روہیلہ، اسلم کمال، انور سدید، طفیل ہشیاری پوری، مظہرالاسلام، ڈاکٹر شہباز ملک، علی اکبر عباس، محمد ہمایوں، افضل توصیف، حسین شاد، توفیق بٹ، افضل عاجز، نثار اکبر آبادی، نرگس شیخ اور واصف علی واصفؔ شامل ہیں۔ مذکورہ شخصیات نے اس سروے میں غاصب عالمی قوتوں کی نہ صرف پرزور مذمت کی بلکہ اس جنگ کو کسی ایسے غیر معمولی واقعہ کا پیش خیمہ بھی قرار دیا جو مستقبل میں اُمتِ مسلمہ کی بیداری کا سبب بنے گا۔

ساتواں حصہ: ریڈیو پاکستان لاہور سے ایک ادبی پروگرام ''منشورہ'' نشر کیا جاتا تھا جس میں ادبی موضوعات پر اظہارِ خیال کے لیے مختلف شخصیات کو وقتاً فوقتاً دعوت دی جاتی تھی۔ اس پروگرام کی ایک نشست ''اُردو شاعری میں حمد'' کے موضوع پر منعقد کی گئی۔ (۲۳)

پروفیسر جیلانی کامران نے متذکرہ موضوع پر اپنا مضمون پڑھا جس میں روایت اور جدید شاعری

میں حمد کی نمایاں ہونے والی صورتوں کو نہایت خوب صورتی سے واضح کیا جب کہ واصف علی واصفؔ نے حمد کے آغاز وارتقاء کے بارے میں نہایت مدلل اوردلنشین گفتگو کی۔اس پروگرام میں ڈاکٹر سلیم اختر نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ڈاکٹر سہیل احمد خان نے اس پروگرام میں نظامت کے فرائض انجام دیئے۔یہ پروگرام ریڈیو پاکستان لاہور سے ریاض محمود نے پیش کیا۔

آٹھواں حصہ:سیّد اخلاق حسین توحیدی کی انگریزی زبان میں لکھی جانے والی کتاب "Path to Peace" کی تقریب رونمائی یکم جنوری ۱۹۸۳ء کو چار بجے شام میٹروپول ہوٹل کراچی میں منعقد ہوئی جس میں واصف علی واصفؔ نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔(۲۴) ملک بھر کی نامور شخصیات کے علاوہ نیشنل پیپلز پارٹی کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی اوراس وقت کے سیکریٹری اطلاعات صوبہ سندھ احمد مقصود حمیدی بھی شرکائے تقریب میں شامل تھے۔(۲۵) اس موقع پر واصف علی واصفؔ نے مذکورہ کتاب کے حوالے سے انگریزی میں خطبہ دیا۔(۲۶) مہمانِ خصوصی نے اپنے خطاب میں مصنف کی کاوش کو سراہتے ہوئے کہا:

> ''مصنف نے بڑی کامیابی سے صوفیاء کرام کے اسرار ورموز سے لبریز بکھرے ہوئے موتیوں کو اکٹھا کیا ہے۔اب یہ قاری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان موتیوں سے افادہ حاصل کرے۔''(۲۷)

> ''مصنف نے یہ کوشش کی ہے کہ ماڈرن دور کے انسان کی زندگی میں جو تضادات پیدا ہو چکے ہیں انہیں حل کیا جائے''۔(۲۸)

واصف علی واصفؔ نے آخر میں سیّد اخلاق حسین کو ایسی کتاب پیش کرنے پر مبارک باد دی اوران کی درازئ عمر کے لیے دعا کی (۲۹)۔علاوہ ازیں حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

نواں حصہ:معروف صحافی اورکالم نگار نذیر ناجی اور واصف علی واصفؔ کے مابین ہونے والے مکالمے پر مشتمل ہے جس میں وحدانیت،عقیدہ،سائنس اور حقیقت،رحمت،سچائی،جھوٹ،مسلمان اور اسلام، وحدتِ عمل،فیض اوردیگر موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔یہ مکالمہ بھی حسب سابق واصف علی واصفؔ کی لیاقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دسواں حصہ:ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر کیا جانے والا پروگرام ''منشورہ'' کی ایک نشست ''اُردو ادب میں تصوف کا مقام اور روایت'' کے موضوع پر منعقد کی گئی۔نظامت کے فرائض اشفاق احمد نے ادا کیے۔ذوالفقار تابش اور واصف علی واصفؔ نے موضوعِ نشست پر سیر حاصل گفتگو کی اورنت نئے گوشے دریافت کر کے اپنی مہارت کا کامل ثبوت دیا۔دسواں اورآخری حصہ مذکورہ پروگرام کی روداد پر مشتمل ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات/حواشی

۱۔ مخدوم محمد حسین ، ڈاکٹر، ''عرضِ ناشر''، مشمولہ ''مکالمہ'' از:واصف علی واصف،کاشف پبلی کیشنز،لاہور،طبع اوّل،س۔ن،ص ۷

۲۔ ایضاً،ص۸

۳۔ ایضاً،ص۸

۴۔ اس شعر کا پہلا مصرع درست نہیں ہے۔اصل شعر یوں ہے:

میں ایک فرد ہوں مجھ سے ہے ملتوں کا ظہور
حقیقتوں کو جنم دینے والا خواب ہوں

۵۔ واصف علی واصف،''مکالمہ''،ص۷۰

۶۔ (i)معروف کالم نگار، ڈرامہ نگار،شاعر اور مزاح نگار عطاء الحق قاسمی ان دنوں ایم۔اے۔او کالج،لاہور میں بحیثیت استاد

شعبۂ اُردو اپنے فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ معروف اُردو روزنامہ''نوائے وقت''لاہور سے بھی وابستہ تھے۔

(ii)۵/جنوری ۲۰۰۷ء بروز پیر، روزنامہ''جنگ'' محولہ بالا،ص۷۶،لاہور کی اشاعت میں عطاء الحق قاسمی نے بھی اپنے کالم''روزنِ دیوار سے''میں بھی مذکورہ نشست کا حال بیان کیا ہے۔

۷۔ واصف علی واصف،''مکالمہ''،ص۷۶

۸۔ ایضاً،ص۷۸

۹۔ ایضاً،ص۷۸

۱۰۔ ایضاً،ص۸۰

۱۱۔ ایضاً،ص۸۰

۱۲۔ ایضاً،ص۸۲

۱۳۔ ایضاً،ص۹۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۷۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۹۱۔۹۰

۱۶۔ ایضاً، ص ۸۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۸۴۔۸۳

۱۸۔ ایضاً، ص ۸۶

۱۹۔ ایضاً، ص ۹۳

۲۰۔ راقم الحروف، استفسار از: عطاء الحق قاسمی بمقام دفتر ''معاصر'' وارث روڈ، لاہور، مورخہ ۱۸/ جنوری ۲۰۰۸ء بوقت ۲:۳۰ بجے دن، روز جمعہ

۲۱۔ (i) پروفیسر ایم۔اے۔ملک بین الاقوامی شہرت کے حامل دست شناس ہیں۔

(ii)M.A. Malik, New Horizons in Palmistary (Feroz Sons (Pvt) Ltd.,Lahore,1999)P.33

(iii) پر واصف علی واصف کے دائیں ہاتھ کا عکس، دستخط مع تاریخ (۲۴/۸/۸۸) چھپے ہیں۔ واصف علی واصف کی ہاتھ کی لکیروں کا معائنہ کرنے کے بعد انہوں نے اپنے مشاہدات ایک کیسٹ میں ریکارڈ کر کے واصف علی واصفؔ کی خدمت میں پیش کیے۔

(iv) واصف علی واصفؔ......ایک جائزہ''، از: پروفیسر ایم۔اے۔ملک مشمولہ ''واصفِ باصفا''، مرتب: ڈاکٹر مخدوم محمد حسین، کاشف پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۳۶ تا ۱۴۱۔ مذکورہ مشاہدات پر مبنی ہے۔

(v) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پروفیسر ایم۔اے۔ملک کی پیش گوئیاں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔

۲۲۔ واصف علی واصف، ''مکالمہ''، ص ۱۲۵

۲۳۔ واصف علی واصف، ''مکالمہ''، ص ۱۶۹ تا ۱۸۷ پر ''اُردو ادب میں حمد'' کے زیرِ عنوان ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر ہونے والے پروگرام کی کارروائی چھپی ہے۔

۲۴۔ (i) سیّد اخلاق حسین توحیدی سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھنے والی ایک روحانی شخصیت ہیں۔ پاکستان اور بیرون ممالک خصوصاً امریکا میں ان کے عقدیت مندوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ چیئرمین سندھ شوگر کارپوریشن کے علاوہ کئی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ صوفی ازم پر ان کی

انگریزی کتاب "Path to Peace" میں صفحہ فہرست سے قبل واصف علی واصفؔ کو درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا:

"The author wishes to acknowledge his deep sense of grantitude to Malik Wasif Ali Wasif of the Chishtia Silsila for his constant guidance and help. In fact, he is like a lamp in our lives in these difficult times".

سیّد اخلاق حسین کی ایک اور انگریزی کتاب "In God we Trust" کے نام سے منظر عام پر آ چکی ہے۔ یہ کتاب نقشبندیہ سلسلہ کے اسباق پر مشتمل ہے جو کہ اخلاق صاحبؒ اپنے ارادت مندوں کو دیا کرتے تھے۔ توحیدیہ...... نقشبندی سلسلے کی ایک شاخ ہے جو حضرت امام جعفر صادق ؒ سے ہوتی ہوئی خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے جا ملتی ہے۔ ۱۸۴۔ اے سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی کے زیر اہتمام ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔

(ii) مخدوم محمد حسین، ڈاکٹر، مرتب "واصفِ باصفا"، کاشف پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۳۱۴

۲۵۔ ایضاً، ص ۳۱۵

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۹ تا ۴۵ (حصۂ انگریزی) پر واصف علی واصف کا انگریزی خطبہ چھپا ہے جس کا اُردو ترجمہ ڈاکٹر مخدوم محمد حسین نے کیا ہے۔

۲۷۔ واصف علی واصف، "مکالمہ"، کاشف پبلی کیشنز، لاہور، طبع اوّل س۔ن، ص ۱۹۴

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۹۴

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۰۰